© rasailojaraid.com

درسِ قرآن

محمد احمد حافظ

اللہ کی راہ میں جہاد کا حکم

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا O وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ج فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا O وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا O فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ط وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا O (النساء:۷۱تا۷۴)

''اے ایمان والو! لے لو اپنے ہتھیار پھر نکلو جدا جدا ٹولیاں بنا کر یا نکلو اکٹھے ہو کر اور تم میں سے کوئی تو ایسا ہے کہ (اللہ کی راہ میں) نکلنے سے گریزاں رہتا ہے۔ پھر اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو کہے کہ اللہ نے مجھ پر فضل کیا کہ میں ان کے ساتھ شریک نہ ہوا۔ اور اگر تمہیں اللہ کی طرف سے کوئی کامیابی ملے تو اس طرح کہنے لگے گا کہ گویا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے اور اس کے درمیان کوئی دوستی نہ تھی...... اے کاش! میں بھی مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوتا تو مجھے بھی بڑی کامیابی یعنی مالِ غنیمت مل جاتا۔ سو چاہیے کہ لڑیں اللہ کی راہ میں وہ لوگ جو بیچتے ہیں دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے اور جو کوئی لڑے اللہ کی راہ میں پھر مارا جائے یا غالب آئے تو عنقریب ہم اسے بہت بڑا اجر دیں گے۔''

معارف وتفسیر:

آیاتِ بالا میں تین باتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ (۱) جہاد کے لیے اسلحہ اور ساز وسامان کی فراہمی (۲) اقدام جہاد کا حکم (۳) منافقین کا طرزِ عمل۔ آئندہ آیات میں بھی احکامِ جہاد کا ذکر ہے، لیکن ایک بات قابلِ غور ہے کہ پچھلی آیات میں اللہ ورسول ﷺ اور مومن حاکم کی اطاعت کا وجوب بھی مومنین کے دلوں میں راسخ کرنے کے لیے مختلف پیرائے اختیار کیے گئے ہیں تاکہ مومنین کے دلوں میں اللہ ورسول کی اطاعت خوب جاگزیں ہو جائے۔

جہاد کیا ہے؟

قبل اس کے کہ ان آیات کی تفسیر کے حوالے سے گزارشات پیش کی جائیں یہ بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جہاد کیا ہے؟ اس لیے کہ جہاد کے حوالے سے آج کل ایک خاص فضا قائم ہے اور اس کی ایسی ایسی تشریحات کی جا رہی ہیں کہ عقلیں دنگ ہیں...... مختصراً عرض ہے کہ جہاد نام ہے اللہ رب العزت کے دین کی سربلندی اور مظلوم مسلمانوں کے لیے خوب محنت کے ساتھ کافروں سے مسلح جنگ کرنے کا۔ چنانچہ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ماالجھاد ؟جہاد کیا ہے؟......تو آنحضرتﷺ نے ارشادفرمایا:

ان تقاتل الکفار اذا لقیتھم ’’جہاد یہ ہے کہ تم بوقتِ مقابلہ کفار سے لڑو۔‘‘

قیل فای الجھاد افضل؟ پھر پوچھا گیا کہ کون سا جہاد افضل ہے!

قال من عقر جواد ہ و اھریق دمہ

تو آپﷺ نے فرمایا کہ’’جس کا گھوڑا مارا جائے اور پھر خود اس کا خون بہایا جائے‘‘(کنزالعمال)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہﷺ سے پوچھا گیا جہاد کیا ہے؟ تو آپﷺ نے فرمایا:
’’جہاد یہ ہے کہ تم بوقت مقابلہ کفار سے لڑائی لڑو اور اس راستے میں نہ خیانت کرو اور نہ ہی بزدلی دکھاؤ‘‘(رواہ البیہقی)

دونوں احادیث جہاد کا مورد متعین کرتی ہیں کہ جہاد کا معنیٰ ومطلب اللہ کی راہ میں کفار سے لڑنے کے سوا اور کچھ نہیں۔ افضل ترین جہاد اسے قرار دیا گیا ہے جس میں مومن بندہ ثابت قدمی دکھائے بزدلی نہ دکھائے اور اس کی سواری بھی اس لڑائی کی نذر ہو جائے، پھر وہ خود بھی مارا جائے۔

جہاد ہمیشہ کے لیے ہے:

جہاد کا حکم جہاں بھی آیا ہے مطلق ہے۔ اسے زمان ومکان کی قید میں مقید نہیں کیا گیا۔ نہ تو جہاد کو محض حکومت اسلامیہ کی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے اور نہ ہی مسلمانوں کا امیر نہ ہونے کی صورت میں اس حکم کو کہیں ساقط کیا گیا ہے، حدیث میں ہے:

> ’’حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرمﷺ نے فرمایا تین ایمان کی بنیاد ہیں......(۱) جو شخص لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلے اس سے جنگ وعداوت ختم کر دینا، اب کسی گناہ کی وجہ سے اس کو کافر مت کہو اور نہ کسی عمل کی وجہ سے اس پر اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ لگاؤ۔(۲) جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے جہاد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جاری رہے گا (یعنی اس میں انقطاع نہیں آئے گا) یہاں تک کہ اس امت کے آخری لوگ دجّال سے جنگ کریں گے، کسی عادل بادشاہ کے عدل یا کسی ظالم کے ظلم کا بہانہ لے کر جہاد کو موقوف نہیں کیا جا سکتا۔(۳) اور تقدیر پر ایمان لانا‘‘۔(ابوداؤد شریف)

ابوداؤد کی یہ حدیث بتا رہی ہے کہ بعثتِ نبوت کے بعد کوئی دور ایسا نہیں گزرے گا جب جہاد ایسا عظیم الشان عمل جاری نہ ہو، اسلیے اسلام کی سربلندی جہاد میں ہی ہے۔ جہاد کے اس قدر فضائل ہیں کہ اس سلسلے میں بیسوں آیات، بے شمار احادیث وارد ہوئی ہیں۔ بعض احادیث میں ایمان کے بعد افضل ترین عمل جہاد کو قرار دیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں فرمایا گیا مسجد حرام کی تعمیر اور حاجیوں کو پانی پلانے سے افضل عمل جہاد ہے۔ ایک حدیث میں گوشہ نشینی کی عبادت سے جہاد کو افضل قرار دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مجاہد فی سبیل اللہ کے لیے بھی بے شمار فضائل ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلحہ رکھنے کا حکم:

جب جہاد اسلام کا افضل ترین عمل ٹھہرا تو اس کی تیاری بھی لازمی ہے۔اسی لیے ایمان والوں کو مخاطب کر کے فرمایا گیا...... **خُذُوْا حِذْرَکُمْ** ......کہ اپنا اسلحہ لے لو اور نکل پڑو۔ یہاں ایک اشکال جدّت پسندی کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے کہ مقابلے کے لیے سامان حرب بھی دشمن کے برابر ہونا چاہیے، یہ اشکال اپنے اندر کوئی وزن نہیں رکھتا بلکہ محض میدانِ جہاد سے فرار کا ایک بہانہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے مومنین کو سامانِ حرب میں دشمن کی برابری کا مکلّف نہیں بنایا بلکہ بقدر استطاعت تیاری کا حکم دیا ہے **وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَااسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ** میں اسی طرف اشارہ ہے کہ اپنے تئیں جتنا ممکن ہے اتنا ہی سامان کافی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ مومن مجاہد جب اللہ کی راہ میں لڑ رہا ہوتا ہے تو اس کا حامی و مددگار محض اللہ رب العزت ہوتا ہے فتح وشکست اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ایمان والوں کا کام تو اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت میں اپنے آپ کو پیش کر دینا ہے وہ اگر چہ بقدر استطاعت سامان حرب مہیا کرتا ہے مگر بھروسہ اور توکل اللہ ہی پر رکھتا ہے اس لیے اسے یقین ہے کہ اللہ کو منظور ہوا تو فتح ہوگی ورنہ شکست مقدر ہوگی۔اگر اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال نہ ہوئی تو کیونکر فتح نصیب ہوسکتی ہے۔قرآن مجید میں **وَمَارَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی** میں اسی طرف اشارہ ہے۔

منافقین کا کردار:

اللہ تعالیٰ نے درمیان میں منافقین کے کردار کا بھی ذکر فرمایا کہ جہاد کے سلسلے میں ان کا طرز عمل کیا ہوتا ہے......
میدانِ جہاد میں ظاہر ہے فتح ہوتی ہے تو کبھی شکست بھی ہوتی ہے۔مومنین قتل ہوتے ہیں، زخمی ہوتے ہیں اور کبھی پسپا بھی ہونا پڑتا ہے' ایسے مواقع پر منافق بہت خوش ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں ان کے ساتھ شریک نہیں ہوا، لیکن جب مجاہدین کو کوئی بڑی کامیابی ملتی ہے تو حسرت آمیز انداز میں کہنے لگتا ہے کہ اے کاش میں بھی ان کے ساتھ شریک ہوتا تو مجھے بھی اتنی بڑی کامیابی ملتی، مطلب یہ ہے کہ وہ خودغرضی کی اس انتہا پر ہوتا ہے کہ اللہ و رسول ﷺ کے حکم کی پروا نہیں کرتا، بس اپنے ذاتی نفع ونقصان کو دیکھتا ہے کہ میرا نفع یا نقصان کس چیز میں ہے؟

اقدام جہاد:

فَلْیُقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الخ......اس آیت میں اقدام جہاد کا ذکر ہے، **فلیقاتل** میں ''ف'' کو عاطفہ مان لیا جائے تو اس کا عطف **خذو احذرکم** پر ہوگا۔اس طرح مطلب ہوگا کہ اپنے بچاؤ کے ہتھیار لے لو اور اللہ کی راہ میں لڑو۔اگر ''ف'' کو جزائیہ مان لیا جائے تو اس کا مطلب ہوگا کہ منافق لوگ اگر پیچھے ہٹتے ہیں، ہٹ جائیں۔اہل ایمان کو تو اللہ کی راہ میں لڑنا چاہیے۔مخلصین کے مقابلے میں منافقین ہمیشہ موجود رہے ہیں۔آج کے دور میں بھی منافقین کا کردار موجود ہے اور یہ منافق جہاد سے راہِ فرار اختیار کرنے کے عجیب وغریب نسخے لے کر آتے ہیں۔کبھی یہ امن امن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں، کبھی اسٹیٹ اور حاکم کی ذمہ داری سامنے لاتے ہیں، کبھی یہ کہتے ہیں کہ کافروں کے ساتھ مسلح جہاد کرنے کی بجائے ان سے مکالمہ کرنا چاہیے...... یہ تمام باتیں منافقت کی واضح نشانیاں ہیں۔

مجاہدین کے لیے فضل وانعام:

ومن یقاتل فی سبیل اللہ الخ ......وہ مومنین جو منافقت پر مبنی دعوؤں کی پروا کیے بغیر اللہ اور رسول کے حکم کے مطابق جہاد کرتے ہیں پھر وہ اللہ کی راہ میں شہید ہوجاتے ہیں یا غالب آتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے اجرِ عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔ غلبہ اور کامیابی یا اقتدار و مال کا حاصل ہونا شرط نہیں۔ اگر یہ سب چیزیں حاصل ہو بھی جائیں تو بھی انہیں اجرِ عظیم حاصل ہوگا کیونکہ مجاہدین کا مقصود مال اور اقتدار نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کے نام کا بول بالا کرنا اور کفار کو رسوا کر کے دین کا اعزاز قائم کرنا تھا۔

چنانچہ اس سلسلے میں ایک حدیث بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو شخص نکلتا ہے اور محض اللہ پر ایمان اور اللہ کے پیغمبروں کی تصدیق اس کو گھر سے نکالتی ہے (کوئی دنیوی غرض اس کے پیشِ نظر نہیں ہوتی) تو اللہ تعالیٰ نے اس کا ذمہ لے لیا ہے کہ (یا) ثواب اور مالِ غنیمت کے ساتھ اس کو (جنگ سے) لوٹادوں گا یا جنت میں داخل کردوں گا۔
> (بخاری ومسلم۔ بحوالہ مظہری)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے (دن کو) روزہ رکھنے والا (رات کو) عبادت میں کھڑا رہنے والا، خشوع وخضوع سے اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھنے والا کہ نہ روزہ سے نکلتا ہے نہ نماز سے۔ مجاہد کی یہ حالت اس وقت تک رہتی ہے جب تک وہ جہاد سے لوٹ آئے۔ اسی حدیث کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ اللہ اس کو مالِ غنیمت اور ثوابِ آخرت کے ساتھ لوٹا دے یا اس کو شہادت عطا کرے اور جنت میں داخل فرمائے۔'' (تفسیر مظہری)

غور فرمایئے! یہ تمام فضائل وانعامات اس شخص کے لیے ہیں جو اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے اللہ کی راہ میں نکل کھڑا ہو اور اپنی جان ومال اس کے حضور پیش کردے۔ آج جہاد کی ایسی تفسیر کی جارہی ہے کہ معلوم ہوتا ہے یہ حکم قرنِ اولیٰ کے لیے ہی تھا اور مجاہدین کو انتہا پسند، دہشت گرد، راہِ اعتدال سے ہٹے ہوئے اور نہ جانے کیا کچھ کہا جاتا ہے۔ قرآن کی زبان میں ایسے لوگ یقینی طور پر منافق ہیں جن کا اُخروی ٹھکانہ جہنم کا اسفل سافلین ہے۔ اور جو مجاہد فی سبیل اللہ ہیں، ان کے لیے اللہ رب العزت کی طرف سے فضائل وانعامات کی بارش کا اعلان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پہلے گروہ کے سائے سے بھی محفوظ فرمائے اور دوسرے گروہ میں مقام نصیب فرمادے۔ آمین یارب العالمین۔

© rasailojaraid.com